سول سوپر میسی کا خواب کیسے پورا ہو گا؟

سادہ سا جواب کسی بات کو جرم ثابت کرنے کے لئے اس کی بنیادی وجوہات جانے بغیر جرم قرار نہیں دیا جاسکتا. دھواں وہیں سے اٹھتا ہے جہاں کسی نے آگ لگائی ہوئی ہو۔ کیا کسی انسان نے اپنی بیوی کو کبھی خوشی میں بھی طلاق دی ہے؟سادہ سا جواب ہے "نہیں"۔ ہر عمل کے پیچھے کوئی نہ کوئی سنجیدہ وجہ ضرور ہوتی ہے۔ بلاشبہ طلاق اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسی طرح مارشل لا بھی کبھی خوشی سے نہیں لگایا جاتا۔ اس ناخوشگوار عمل کے پیچھے بھی کوئی نہ کوئی سنجیدہ وجہ ضرور ہوتی ہے۔ نظریاتی سرحدوں کی حفاظت عوام اور عوامی نمائندوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔اسی طرح جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت فوج کی ذمہ داری ۔اگر نظریاتی سرحدوں کی حفاظت عوامی نمائندے کسی بھی وجہ سے نہیں کر پاتے تو یہ اضافی ذمہ داری بھی فوج کے کاندھوں پر آئین نے ہی ڈالی ہوئی ہے۔

آئین کی اہمیت :

یہ آئین کوئی جامد اصول و ضابطے کی کتاب نہیں کہ ایک دفعہ بن گی تو اس میں کوئی ترمیم نہیں کی جاسکتی۔ مہذب انسان ملک کا نظم و نسق چلانے کے قوانین، اصول و ضابطے بنا لیتے ہیں۔ پھر اپنی مرضی ریاست کے آئین کے تابع کر دیتے ہیں پھر اپنے حقوق و فرائض کی بہتر ادائیگی کے لئے ریاست کے اس آئین میں آئینی ترامیم بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس طرح ہمیشہ زندگی متحرک رہتی ہے اوراس کے ساتھ ساتھ حالات، واقعات اور عوام کی ضروریات زندگی میں بھی تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ بالکل اسی طرح عوام کی ضرورت اور سہولت کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے بعض اوقات ان قوانین میں ترامیم کرنا انتہائی ضروری ہو جاتی ہیں۔ آئین کوئی آسمانی صحیفہ نہیں کہ اس میں ترمیم نہ کی جا سکے۔ آئین کے نفاذ کے لئے عوام اور ملک کا ہونا شرط ہے۔ اگر یہ دونوں موجود نہ ہوں تو آئین کی اہمیت کیا ہو سکتی ہے۔؟ کیوں کے ملک نہ رہے تو آئین کا اطلاق کہاں، کس پر اور عمل کون کرائے گا۔ کیسی فوج وغیرہ وغیرہ اور فوج کی مضبوطی اشد ضروری ہے وہ کیسی فوج کہ جو ملک کی حفاظت نہ کر سکے، اور اگر مضبوط فوج نہ ہو تو ملک کبھی بھی اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتا۔ اس لئے ایک مظبوط فوج ملک کی جغرافیائی سرحدوں اور عوام کی سلامتی کی ضمانت ہوتی ہے۔ اس موجودہ پارلیمانی جمہوری نظام نے جمہور کو ذلیل و رسوا کیا ہوا ہے اور عقل کے اندھے اس کی تقلید میں لگے رہتے ہیں۔ ایسے عقل کے اندھوں کے لئے علامہ اقبال رح نے فرمایا تھا کہ

اس راز کو اک مرد فرنگی نے کیا فاش
ہر چند کہ دانا اسے کھولا نہیں کرتے
جمہوریت اک طرز حکومت ہے جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔

آیئے موجودہ جمہوریت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس معاشی جمہوری نظام کا خیال جنگ عظیم کے بعد پیدا ہوا۔ اس کے خالقین (روتھ چایئلڈ، فری میسن گروپ)۔ جن کے پاس بے شمار دولت اور لامحدود ذرائع و وسائل اور ان کے غیر محفوظ ہونے کا احساس تھا۔ جس نے معاشی جمہوری نظام کا تصور دیا۔ 1907 میں اس کا آغاز اور بنیاد امریکہ میں رکھی گئی۔ بظاہر یہ بہت عمدہ خیال لگتا ہے " عوام کی نمائندگی، عوام کے زریعہ، اور عوام کے لئے "۔

اس طرح کے فریب پاکستان میں بھی دیے گئے۔ " روٹی، کپڑا، اور مکان " کے بہت عمدہ اور دلکش جھوٹے نعرے عوام کے زریعہ اور عوام کے لئے۔ اور عوام آج تک ان جھوٹے نعروں میں پھنسی ہوئی ہے۔ ان کے خالق یہ کہتے ہیں کہ یہی جمہوریت کی خوبصورتی ہے اور ان شعبدہ بازوں کی جو کہتے ہیں کہ " ووٹ کو عزت دو "۔ اسی کی نشاندہی کی علامہ اقبال نے کی اور کہا :

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضامند
تاویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ
مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

یہ وہ پارلیمانی جمہوری نظام ہے اس کے اندر معاشرے کے ہر ایک فرد کے لئے ایک جیسا ماحول، مواقع اور وسائل کا دستیاب ہونا ضروری ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں یہ پارلیمانی جمہوری نظام کام نہیں کر سکتا۔ ایسا ہونا عملی طور پر ناممکن ہے، کہ تمام لوگوں کے لئے تمام ضروریات اور سہولیات ایک وقت میں موجود ہوں۔ اور اگر ایسا ممکن ہو جاتا تو معاشرے پر اس کے بہت برے اثرات پڑتے۔ زرا سوچیے، مثلاً بے حسی اور لاپرواہی کی وجہ سے زندگی روٹھ جاتی، رشتے ناتے دم توڑ جاتے، کسی کو کسی کے پیار و محبت کا احساس بھی نہ ہوتا۔ کسی کو کسی کی حاجت نہ رہتی، انسان مقابلے کی دوڑ سے باہر ہو جاتا اور مقصد حیات مفلوج ہو جاتا۔ میری نظر میں اس سے بڑا ظلم جھوٹ، دھوکہ اور فراڈ انسانیت سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے یہ نظام نہ درست طرح چل سکتا ہے اور نہ ہی کامیاب ہو سکتا ہے۔

سچی جمہوریت کا معیار، مطلب اور مقصد کیا ہے : جمہوریت میں اہل علم و عمل اور صاحب کردار لوگ، جن کو عوام اپنے نمائندے کے طور پر اپنی بہتری کے لئے اختیار دیتے ہیں تاکہ وہ ان کے حقوق کا مقدمہ لڑیں۔ دراصل حقیقی جمہوریت میں افراد کا نہیں، ان کے درست اقدامات اور عوام کے حق میں کئے گئے فیصلوں کا انتخاب ہوتا ہے۔

کیا مارشل لا لگانا جرم ہے : جب ریاست میں بسنے والے عوام دیکھتے ہیں کہ عوامی نمائندے جن کو عوام نے اپنے حقوق کی لڑائی لڑنے کا اختیار دیا تھا، وہ بدعہدی کر رہے ہیں۔ پھر مجبور ہو کر عوام اپنے ریاستی اداروں کے پاس جاتے ہیں۔ جنہوں نے عوام اور

ریاست کی سلامتی کی کی خاطر اپنی جان دینے کا عہد لیا ہوا ہے ۔ عوام ان سے کہتے ہیں کہ ان بد بختوں نے ہمارے مفاد کی بجائے کسی دوسرے کے مفاد میں کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ لحاظہ ہم ان سے اپنا دیا ہوا اختیار واپس لیتے ہیں اور آپ کو وہ اختیار دیتے ہیں۔ تاکہ ان کی سر کوبی اور ہمارے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔

خلاصہ :

سول سوپر میسی قائم کرنے کے لئے سولینز کو اپنے علمی اور اخلاقی معیار کو بلند کرنا ہو گا۔ عوام سیاسی شعور اور ریاستی قانون کے اندر رہتے ہوئے حکومت کے عوامی فلاح کے ہر عمل نظر رکھنی چاہیئے۔ دوسرا، ملک کے خلاف کوئی بھی سازش کرے اس کو روکنا ہوں گا جس کی وجہ سے ملک میں مارشل لا لگانے کی نوبت آتی ہے۔